لازوال

اداریہ

ایرو انڈیا 2025: ایک نئی بلندی کی جانب قدم

بھارت میں ایرو انڈیا 2025 کے انعقاد کی تیاریاں زور و شور سے جاری ہیں۔ یہ تقریب جو 10 سے 14 فروری 2025 تک ائر فورس اسٹیشن یلاہنکا، بنگلورو میں منعقد ہو رہی ہے، نہ صرف ہوا بازی اور دفاعی صنعتوں کے لیے ایک بہترین پلیٹ فارم فراہم کرے گی بلکہ بھارت کے "آتم نربھر بھارت" مشن اور عالمی سطح پر اس کی بڑھتی ہوئی موجودگی کا ثبوت بھی دے گی۔ ایرو انڈیا نے اپنی 14 کامیاب تقریبات کے ذریعے خود کو عالمی فضائی نمائشوں میں ایک نمایاں حیثیت دلا دی ہے۔ 1996 سے شروع ہونے والا یہ سفر وقت کے ساتھ ساتھ وسعت اختیار کرتا رہا ہے اور 2023 میں اس نمائش نے 7 لاکھ سے زائد شرکاء، 98 ممالک کے نمائندوں، 809 نمائش کنندگان، 201 معاہدے اور 9 نئے پروڈکٹ لانچز کے ساتھ ایک نیا سنگ میل عبور کیا تھا۔ اب جبکہ 15 ویں ایڈیشن کا انعقاد ہونے جا رہا ہے، توقع کی جا رہی ہے کہ یہ اپنی گزشتہ کامیابیوں کو پیچھے چھوڑتے ہوئے ایک اور بڑی کامیابی کی داستان رقم کرے گا۔

ایرو انڈیا 2025 کا نعرہ The Runway to a Billion Opportunities ہے، جو اس حقیقت کی عکاسی کرتا ہے کہ بھارت نہ صرف اپنی دفاعی اور ہوا بازی کی صنعت کو مستحکم کر رہا ہے بلکہ عالمی دفاعی برادری کو شراکت داری کے وسیع مواقع بھی فراہم کر رہا ہے۔ یہ ایونٹ بھارت اور غیر ملکی کمپنیوں کے درمیان اسٹریٹجک معاہدوں، مشترکہ منصوبوں، ٹیکنالوجی کے تبادلے اور انڈسٹریل کولیبوریشن کو فروغ دینے کے لیے ایک منفرد پلیٹ فارم ثابت ہوگا۔ یہ نمائش نہ صرف فضائی کرتب، دفاعی آلات اور فوجی طیاروں کی نمائش کا موقع فراہم کرے گی بلکہ ایک **بڑی تجارتی نمائش سی ای اوز کی گول میز کانفرنس، دفاعی وزراء کا اجلاس، اسٹارٹ اپس کے لیے "مختص" تقریب، اور نئی دفاعی مصنوعات کی رونمائی جیسے اہم مواقع بھی پیش کرے گی۔

ایرو انڈیا 2025 کے دوران 11 فروری کو بھارت میں دفاعی وزراء کی کانفرنس منعقد کی جائے گی، جس کا موضوع "BRIDGE - Building Resilience through International Defence and Global Engagement" ہوگا۔ اس تھیم کے تحت بھارت دوست ممالک کے ساتھ سیکیورٹی، دفاعی تعاون اور عالمی استحکام کے لیے مضبوط اسٹریٹجک شراکت داری کی راہیں تلاش کرے گا۔

یہ اجلاس ایک ایسے وقت میں ہو رہا ہے جب عالمی جغرافیائی حالات تیزی سے بدل رہے ہیں اور دنیا کے کئی خطے نئی سلامتی چیلنجز کا سامنا کر رہے ہیں۔ ایسے میں، بھارت ایک عالمی دفاعی پارٹنر کے طور پر تعاون، جدت اور پائیدار ترقی کے ایجنڈے کو فروغ دینا چاہتا ہے۔ ایرو انڈیا 2025 کی ایک اور نمایاں خصوصیت بھارت کی دفاعی خود انحصاری (Indigenization) کی رفتار کو مزید تیز کرنا ہے۔ بھارت نے حالیہ برسوں میں دفاعی پیداوار کے میدان میں "میک ان انڈیا" اور "آتم نربھر بھارت" جیسے پروگراموں کے ذریعے مقامی الحلمہ سازی، طیارہ سازی اور دفاعی ٹیکنالوجی کے فروغ پر زور دیا ہے۔ اس نمائش میں بھارت کی ایرو اسپیس اور ڈیفنس انڈسٹری میں ہونے والی پیش رفت کو عالمی سطح پر متعارف کرانے کا بھی موقع ملے گا۔

یہ نمائش بھارت کی دفاعی صنعت کی عالمی ساکھ کو مزید بلند کرے گی اور اسے عالمی سطح پر ایک مضبوط دفاعی شراکت دار کے طور پر نمایاں کرے گی۔ اس کے علاوہ، یہ تقریب بھارت کو نئی سرمایہ کاری، جدید ٹیکنالوجی، اور دفاعی معاہدوں کے حصول کا بہترین موقع فراہم کرے گی۔ ایرو انڈیا 2025 نہ صرف ایک ایوی ایشن شو ہے بلکہ بھارت کے مستقبل، اس کے دفاعی عزائم، اور عالمی استحکام میں اس کے کردار کا مظہر بھی ہے۔ اس نمائش کے ذریعے بھارت دنیا کے سامنے یہ ثابت کرنے جا رہا ہے کہ وہ جدید دفاعی ٹیکنالوجی، اسٹریٹجک پارٹنرشپس، اور ایک مستحکم عالمی طاقت کے طور پر ابھر رہا ہے۔

بھارت کے لیے ایرو انڈیا 2025 صرف ایک نمائش نہیں بلکہ مواقع، اختراعات، اور عالمی تعاون کے دروازے کھولنے والا پلیٹ فارم ہے۔ اس شو سے عالمی دفاعی صنعت میں بھارت کی بڑھتی ہوئی حیثیت اور اس کی خود کفالت کی راہ میں ہونے والی ترقی مزید واضح ہوگی۔ امید ہے کہ یہ نمائش نئی شراکت داری، اقتصادی مواقع، اور دفاعی ٹیکنالوجی کے میدان میں مزید ترقی کی راہ ہموار کرے گی۔

جدید تدریسی طریقے اور مدارس

تعلیم کسی بھی معاشرے کی ترقی، فلاح اور تعمیر و ترقی کے لیے بنیادی حیثیت رکھتی ہے۔ یہ افراد کو شعور، علم اور مہارت فراہم کرنے کے ساتھ ساتھ معاشرتی انصاف اور ہم آہنگی کو فروغ دیتی ہے۔ وقت کے ساتھ تعلیم کے طریقے بھی بدلتے رہے ہیں، اور آج کے دور میں یہ تبدیلیاں مزید تیز ہو چکی ہیں۔ موجودہ زمانے میں ٹیکنالوجی اور سائنسی ترقی کے نتیجے میں تدریسی اصولوں اور طریقوں میں جدت آچکی ہے، جو تعلیم کو نہ صرف آسان بلکہ زیادہ مؤثر اور طلبہ کے لیے دلچسپ بنا رہی ہیں۔ جدید طریقے طلبہ کو عملی طور پر زندگی کے مسائل سے نمٹنے کے لیے تیار کرتے ہیں، جس سے وہ معاشرے میں اپنا کردار بہتر انداز میں نبھا سکتے ہیں۔

تاہم، بدقسمتی سے، مدارس کے بیشتر نظام تعلیم ابھی تک قدیم اور روایتی تدریسی طریقوں پر ہی مبنی ہیں۔ ان نظاموں میں جدت اور ترقی کے لیے زیادہ گنجائش نہیں رکھی گئی، جس کی وجہ سے طلبہ کو موجودہ دور کے تقاضوں سے ہم آہنگ ہونے میں دشواری کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ یہ روایتی طریقے نہ صرف طلبہ کی تخلیقی اور تنقیدی صلاحیتوں کو محدود کرتے ہیں بلکہ ان کی عملی زندگی کے لیے تیاری بھی ناکافی ثابت ہوتے ہیں۔ اگرچہ مدارس نے تاریخی طور پر معاشرتی اور اخلاقی تعلیم میں نمایاں کردار ادا کیا ہے، لیکن آج کے زمانے کی تیز رفتار ترقی اور بدلتے ہوئے تعلیمی تقاضوں کے تحت ان کے تدریسی نظام میں اصلاحات اور جدیدیت کا شامل ہونا ناگزیر ہو چکا ہے۔

مدارس میں قدیم تدریسی طریقے

مدارس میں تعلیم کا عمومی نظام زیادہ تر روایتی اور قدیم طریقوں پر مبنی ہے، جو آج کے بدید دور کی ضروریات کو پورا کرنے میں ناکام رہتا ہے۔ زبانی تدریس اور طویل یک طرفہ لیکچرز کی روش نے تدریسی عمل کو خشک اور غیر متحرک بنا دیا ہے۔ طلبہ کو محض رٹے بازی کی بنیاد پر مختلف مضامین یاد کروائے جاتے ہیں، جس سے ان کی گہری تفہیم اور تنقیدی سوچ کی صلاحیت محدود ہو جاتی ہے۔ ان طریقوں میں تخلیقی استعداد کو اجاگر کرنے یا عملی مسائل کے حل کی مہارت کو فروغ دینے کی گنجائش نہیں ہوتی، جس کی وجہ سے طلبہ کی تعلیمی اور پیشہ ورانہ زندگی پر منفی اثر پڑتا ہے۔

ڈاکٹر سلیم انصاری

مدارس کے نصاب میں جدید مضامین کی عدم شمولیت ایک بڑا مسئلہ ہے۔ اکثر مدارس میں کمپیوٹر سائنس، انگریزی، اور سائنسی علوم جیسے جدید اور کارآمد مضامین شامل نہیں کیے جاتے، جو طلبہ کو موجودہ دور کے تقاضوں سے ہم آہنگ ہونے سے محروم رکھتے ہیں۔ اسی طرح، ٹیکنالوجی کے عدم استعمال نے تعلیمی عمل کو مزید پسماندہ بنا دیا ہے۔ ٹیکنالوجی کے ذریعے تعلیمی مواد تک رسائی اور تدریس کو مؤثر بنانے کی صلاحیت کو تسلیم نہیں کیا گیا ہے، جس کی وجہ سے مدارس کے طلبہ دیگر اداروں کے طلبہ کے مقابلے میں کمزور محسوس کرتے ہیں۔ ان مسائل کے حل کے لیے ضروری ہے کہ مدارس جدید تعلیمی طریقوں کو اپنائیں اور اپنے نصاب اور تدریسی نظام میں مناسب تبدیلیاں لائیں۔

جدید تدریسی طریقے اپنانے کی اہمیت اور ضرورت

جدید تدریسی طریقے طلبہ کو تعلیمی عمل کا ایک متحرک اور دلچسپ حصہ بناتے ہیں، جہاں وہ محض کتابی معلومات کے بجائے عملی تجربات کے ذریعے سیکھتے ہیں۔ ان طریقوں میں تکنیکی آلات کا استعمال، انٹرایکٹو سیشنز، عملی مشق، گروپ ورک، اور مسئلہ حل کرنے کی صلاحیتوں کو اجاگر کرنے والی سرگرمیاں شامل ہیں۔ اس کے علاوہ، تعلیمی سافٹ ویئرز اور آن لائن پلیٹ فارمز کا استعمال تعلیم کو مزید سہل، مؤثر، اور دلچسپ بناتا ہے۔ یہ جدید طریقے طلبہ کی ذہنی اور تخلیقی صلاحیتوں کو اجاگر کرتے ہیں اور انہیں نہ صرف تعلیمی بلکہ پیشہ ورانہ زندگی کے لیے بھی تیار کرتے ہیں۔

مثال کے طور پر، ٹیکنالوجی کے استعمال نے تعلیم کے عمل کو ایک نئی جہت دی ہے۔ آن لائن لیکچرز، ڈیجیٹل مواد، اور تعلیمی ایپلی کیشنز نے سیکھنے کے عمل کو نہایت سہل اور مؤثر بنا دیا ہے۔ پروجیکٹ بیڈ لرننگ طلبہ کو عملی مسائل پر کام کرنے کا موقع فراہم کرتی ہے، جو ان کی تخلیقی صلاحیتوں کو اجاگر کرتی ہے اور انہیں حقیقی زندگی کے چیلنجز کے لیے تیار کرتی ہے۔ اسی طرح، انٹرایکٹو سیشنز، جہاں طلبہ اور اساتذہ کے درمیان مکالمہ اور بحث کا ماحول ہوتا ہے، تعلیمی عمل کو زیادہ بامعنی اور متاثر کن بناتے ہیں، جس سے طلبہ کی دلچسپی اور سیکھنے کی خواہش میں اضافہ ہوتا ہے۔

مدارس کو جدید تدریسی طریقے اپنانے کی اشد ضرورت ہے تاکہ ان کے طلبہ موجودہ دور کے تقاضوں سے ہم آہنگ ہو سکیں۔ آج کا دور سائنسی ترقی اور ٹیکنالوجی کا ہے، اور اگر مدارس اپنے طلبہ کو ان جدید اصولوں اور مہارتوں سے محروم رکھیں گے، تو وہ معاشرے میں اپنا مؤثر کردار ادا کرنے سے قاصر رہیں گے۔ مدارس کو اپنے نصاب، تدریسی طریقوں، اور تعلیمی ماحول میں تبدیلی لانے کی ضرورت ہے تاکہ وہ طلبہ کو نہ صرف دینی بلکہ دنیاوی تعلیم کے لیے بھی تیار کر سکیں۔

جدید علوم کا انضمام

مدارس کے نصاب میں جدید مضامین، جیسے کمپیوٹر سائنس، انگریزی، حساب، اور سائنسی علوم کی شمولیت سے طلبہ کے ذہنی افق کو وسعت مل سکتی ہے۔ یہ مضامین نہ صرف ان کی علمی استعداد کو بہتر بنائیں گے بلکہ انہیں معاشرے میں روزگار کے بہتر مواقع حاصل کرنے کے قابل بھی بنائیں گے۔ جدید علوم کا انضمام مدارس کے نصاب کو متنوع اور طلبہ کے لیے زیادہ فائدہ مند بنا سکتا ہے، جو ان کی عملی زندگی میں نمایاں کردار ادا کرے گا۔

اساتذہ کی تربیت

مدارس کے اساتذہ کو جدید تدریسی تکنیکوں کی تربیت فراہم کرنا نہایت ضروری ہے۔ صرف جدید مضامین کی شمولیت کافی نہیں ہے، بلکہ اساتذہ کو یہ سکھانا بھی ضروری ہے کہ وہ ان مضامین کو دلچسپ اور مؤثر طریقے سے پڑھائیں۔ اساتذہ کی تربیت انہیں طلبہ کی نفسیات کو سمجھنے، ان کے مسائل حل کرنے، اور جدید وسائل کے استعمال کے ذریعے تعلیم کو زیادہ بامعنی اور فعال بنانے میں مدد دے سکتی ہے۔

ٹیکنالوجی کا استعمال

مدارس میں ڈیجیٹل ٹولز اور آن لائن وسائل کا استعمال تعلیمی معیار کو بلند کرنے میں کلیدی کردار ادا کر سکتا ہے۔ انٹرنیٹ کے ذریعے عالمی علمی مواد تک رسائی، تعلیمی ایپلی کیشنز کا استعمال، اور سمارٹ کلاس رومز کے قیام سے مدارس کے طلبہ کو بہتر تعلیمی تجربہ فراہم کیا جا سکتا ہے۔ ٹیکنالوجی کا استعمال نہ صرف طلبہ کو معلومات کے حصول میں مدد دے گا بلکہ انہیں جدید دنیا کے تقاضوں سے بھی ہم آہنگ کرے گا۔

طالب علم مرکز تدریس

مدارس کے تعلیمی نظام کو طلبہ کی ضروریات اور دلچسپیوں کے مطابق ڈھالنا وقت کی اہم ضرورت ہے۔ روایتی یک طرفہ تدریس کے بجائے ایک ایسا نظام اپنانا چاہیے جس میں طلبہ کو تعلیم کے عمل میں شامل کیا جائے۔ یہ تدریسی طریقہ نہ صرف طلبہ کی تخلیقی صلاحیتوں کو اجاگر کرے گا بلکہ انہیں زیادہ متحرک اور فعال سیکھنے والا بھی بنائے گا۔ طلبہ کو مسائل حل کرنے، تنقیدی سوچ اپنانے، اور عملی مہارتیں سیکھنے کے مواقع فراہم کرنے سے مدارس کی تعلیم زیادہ جامع اور کارآمد ہو سکتی ہے۔ ان تمام تبدیلیوں کے ذریعے مدارس نہ صرف اپنے طلبہ کے لیے بہتر مستقبل کی راہیں ہموار کر سکتے ہیں بلکہ معاشرے میں مثبت تبدیلی لانے کا ذریعہ بھی بن سکتے ہیں۔

تحریر کا ماحصل یہ ہے کہ مدارس میں جدید تدریسی طریقوں کے نفاذ کی اہمیت کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ تعلیم صرف معلومات کی ترسیل کا نام نہیں بلکہ ایک ایسا ذریعہ ہے جو افراد کی ذہنی، اخلاقی، اور سماجی ترقی میں کردار ادا کرتا ہے۔ اگر مدارس اپنے تعلیمی نظام میں جدید تدریسی طریقے شامل کریں، تو وہ اپنے طلبہ کو نہ صرف موجودہ دور کے پیچیدہ چیلنجز کا سامنا کرنے کے قابل بنا سکتے ہیں بلکہ انہیں معاشرے میں ایک متحرک اور مثبت کردار ادا کرنے کی ترغیب بھی دے سکتے ہیں۔

یہ عمل صرف مدارس کی سطح پر محدود نہیں ہونا چاہیے بلکہ اس کے لیے ایک وسیع تر سماجی اور حکومتی تعاون بھی ضروری ہے۔ حکومت اور سماجی اداروں کو چاہیے کہ وہ مدارس کو مالی اور تکنیکی وسائل فراہم کریں تاکہ جدید تدریسی آلات اور مواد تک ان کی رسائی ممکن ہو سکے۔ ساتھ ہی، مدارس کے ناظمین اور اساتذہ کو جدید تعلیم کی اہمیت اور تکنیکوں سے روشناس کرایا جائے، تاکہ وہ نہ صرف اپنے نصاب میں جدت لا سکیں بلکہ طلبہ کے لیے تعلیم کے عمل کو زیادہ مفید اور دلچسپ بنا سکیں۔ مزید برآں، مدارس کے نصاب کو دورِ حاضر کی ضروریات کے مطابق ترتیب دینا از حد ضروری ہے تاکہ طلبہ جدید علوم سے آراستہ ہوں اور مستقبل کے چیلنجز کا بخوبی مقابلہ کر سکیں۔

جدید تدریسی طریقوں کے اطلاق سے نہ صرف مدارس کے طلبہ کی تعلیمی، شخصی، اور پیشہ ورانہ ترقی ممکن ہوگی بلکہ یہ مدارس کو ایک بار پھر معاشرے میں اہم کردار ادا کرنے کے قابل بنا دے گا۔ یوں مدارس دینی اور دنیاوی تعلیم کے امتزاج کے ساتھ ایک ایسے ادارے کے طور پر سامنے آئیں گے جو افراد اور معاشرے دونوں کی ترقی میں اپنا بھرپور حصہ ڈال سکیں گے۔

گاؤں کی ترقی کے لیے سڑک پہلی ضرورت ہے

ایک فروری کو پیش کیے گئے مرکزی بجٹ میں، پردھان منتری گرام سڑک یوجنا (پی ایم جی ایس وائی) اور دیگر دیہی سڑکوں کے منصوبوں کے تحت دیہی سڑکوں کی تعمیر کے لیے تقریباً ستتر ہزار کروڑ روپے مختص کیے گئے ہیں۔ اس رقم کا استعمال سڑکوں کے نیٹ ورک کو مضبوط بنانے اور ملک کے دیہی علاقوں میں بنیادی ڈھانچے کی ترقی کے لیے کیا جائے گا۔ درحقیقت آج بھی ہمارے ملک کے بہت سے دیہی علاقے ایسے ہیں جہاں سڑکوں کی پوری طرح سے کمی ہے۔ ان میں پہاڑی ریاست اتراکھنڈ بھی شامل ہے۔ اس پہاڑی ریاست میں بہت سے دیہی علاقے ایسے ہیں جہاں سڑکوں کی کمی ترقی کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ بنی ہوئی ہے۔ ریاست کے باگیشور ضلع میں واقع گرُوڑ بلاک کے سوراگ اور بھگدانو گاؤں اس کی مثالیں ہیں۔ سوراگ پنچایت میں واقع ان دو گاؤں کی سڑکیں اب بھی خراب حالت میں ہیں۔ ان دیہی علاقوں میں سڑکوں کی تعمیر کا برسوں سے مطالبہ کیا جا رہا ہے لیکن ابھی تک کوئی ٹھوس حل نہیں نکلا ہے۔

اس حوالے سے سوراگ کے 70 سالہ بزرگ کیدار سنگھ کا کہنا ہے کہ "ہمیں اپنی زندگی میں روزمرہ کی سہولت کے لیے بھی جدوجہد کرنی پڑتی ہے۔ گاؤں میں سڑکیں نہ ہونے کی وجہ سے ہمیں کافی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ بارش کے موسم میں جب کچی سڑک پھسلن والی ہو جاتی ہے، ایسے میں اس پر سے گزرنا مشکل ہو جاتا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ گاؤں میں مویشی پالنا لوگوں کی آمدنی کا ایک بڑا ذریعہ ہے۔ لیکن ان مویشیوں کو روز چرانے کے لئے جنگل لے جانا پڑتا ہے۔ بارش کے موسم میں مویشی اکثر کچی سڑک سے پھسل کر پہاڑ کے نیچے گر جاتے ہیں۔ ایسے وقت میں ہمارے لیے اپنا کام کرنا بہت مشکل ہوتا ہے۔" ان کا کہنا ہے کہ جب پہاڑوں میں بارش ہوتی ہے تو کئی دن تک جاری رہتی ہے، ایسی حالت میں مویشیوں کو بھوکا نہیں رکھا جا سکتا۔ انہیں اسی کچے راستوں سے چرانے کے لئے لے جانا پڑتا ہے۔ اگر پکی سڑک ہوتی تو ہماری زندگی بھی آسان ہوتی۔

سڑک کو پہاڑوں کی لائف لائن سمجھا جاتا ہے

لیکن اتراکھنڈ کے دور دراز دیہاتوں میں سڑکوں کا رابطہ اب بھی ایک چیلنج ہے۔ گزشتہ چند سالوں میں حکومت نے سڑکوں کی تعمیر پر زور دیا ہے لیکن مختلف وجوہات کی بنا پر کئی سڑکیں ابھی تک نامکمل ہیں۔ تقریباً 500 کی آبادی والے سوراگ گاؤں کے لوگ بھی سڑک کے انتظار میں ہیں۔ اس حوالے سے 45 سالہ نندی دیوی کا کہنا ہے کہ "سوراگ گاؤں کے لیے منظور شدہ سڑک ابھی تک نہیں بن سکی ہے جس کی وجہ سے گاؤں والوں میں مایوسی ہے۔ اگرچہ گاؤں والوں نے اس کے لیے حکومت اور انتظامیہ سے کئی درخواستیں کی ہیں لیکن اب تک کوئی ٹھوس قدم نہیں اٹھایا گیا ہے۔ اگرچہ سوراگ سے بھگدانو تک سڑک کا سروے ہو چکا ہے لیکن اس کے بعد کوئی ٹھوس پیش رفت نہیں ہوئی ہے۔" وہ کہتی ہیں کہ سڑک نہ ہونے کی وجہ سے جن لوگوں کو سب سے زیادہ پریشانی کا سامنا کرنا پڑتا ہے وہ خواتین اور بزرگ ہیں، جنہیں ضرورت کے وقت گاڑی دستیاب نہیں ہوتی ہے۔

ہیما راول

سڑک نہ ہونے کی وجہ سے کوئی گاڑی اس علاقے میں آنے کو تیار نہیں ہوتی

ہے۔ بارش کے موسم میں کچی سڑکیں مکمل طور پر کیچڑ میں تبدیل ہو جاتی ہیں جس سے گاڑیوں کی آمد و رفت بہت مشکل ہو جاتی ہے۔ سڑک کی خستہ حالی پر گاؤں کی ایک نوعمر بھاونا راول جو دسویں جماعت میں پڑھتی ہے، کہتی ہے، "ہمارا اسکول، گورنمنٹ انٹر کالج، بیلانی گاؤں سے تقریباً 9 کلومیٹر دور ہے۔ وہاں پہنچنے کے لیے مجھے اسی کچی سڑک پر روزانہ 5 کلومیٹر کا سفر کرنا پڑتا ہے۔ سڑک نہ ہونے کی وجہ سے یہاں گاڑیاں نہیں چلتیں۔ ہمیں دوسرے موسموں میں زیادہ پریشانی کا سامنا نہیں کرنا پڑتا لیکن بارش کے دنوں میں ہم بچے اکثر کیچڑ والے سکول یونیفارم میں سکول پہنچتے ہیں۔ اکثر بارش کی وجہ سے ہم سکول نہیں جا پاتے۔ جس کی وجہ سے ہماری پڑھائی متاثر ہوتی ہے۔"

ایک اور نوعمر، 18 سالہ کویتا کہتی ہیں "بارش اور سردیوں کے موسم میں ہمیں اسکول جانے میں کافی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ ان وجوہات کی وجہ سے سال کے نصف مہینوں تک ہماری پڑھائی میں خلل پڑتا ہے۔ کچی اور خراب سڑک کی وجہ سے پہاڑ سے گرنے کا بھی خطرہ ہے۔ ضرورت کے وقت کہیں جانا ہو تو کوئی ذریعہ میسر نہیں ملتا ہے۔" اس سلسلے میں سوراگ گاؤں کی سرپنچ چمپا دیوی کا کہنا ہے کہ سوراگ اور بھگدانو گاؤں میں سڑکیں یا تو پچھلے کئی سالوں سے زیر تعمیر ہیں یا مکمل طور پر دستیاب نہیں ہیں۔ جس کی وجہ سے ہر طبقہ کو مشکلات کا سامنا ہے۔ پچھلے سال گاؤں والوں نے سوراگ-بھگدانو سڑک کی تعمیر کے لیے احتجاج اور مظاہرہ بھی کیا گیا تھا۔

لیکن ابھی تک مسئلہ حل نہیں ہوا۔ اس سلسلے میں پنچایت کی جانب سے بھی مسلسل کوششیں کی جا رہی ہیں لیکن کوئی ٹھوس حل نہیں نکلا ہے۔ دوسری جانب حکومت کا موقف پیش کرتے ہوئے ایس ڈی ایم گرُوڑ جتیندر ورما نے کہا کہ "بعض اوقات قدرتی آفات کی وجہ سے تعمیر شدہ سڑک بھی خراب ہو جاتی ہے۔ جس کی وجہ سے لوگوں کو پریشانی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اس کے علاوہ بعض مقامات پر سڑکوں کی تعمیر نہ ہونے کے پیچھے اور بھی وجوہات ہیں۔ سوراگ گاؤں تک سڑک بنانے کے لیے کچھ مقامی لوگوں کی زمینیں حاصل کرنی ہوں گی۔ جس کے لیے گاؤں والوں سے بات چیت جاری ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ حکومت ہر گاؤں میں سڑکوں کا جال بچھانے کے لیے پرعزم ہے۔ اس سمت میں مسلسل کوششیں جاری ہیں۔ سوراگ اور بھگدانو گاؤں میں سڑک کی تعمیر کی راہ میں حائل رکاوٹوں کو بھی دور کیا جائے گا تاکہ گاؤں والوں کی زندگی آسان ہو سکے۔

اتراکھنڈ میں اب تک کل 512,33 کلومیٹر سڑکیں بنائی گئی ہیں اور مالی سال 2024-25 کے لیے 171 کلومیٹر نئی سڑکیں بنانے کا ہدف مقرر کیا گیا ہے۔ پردھان منتری گرام سڑک یوجنا کے تحت ریاست میں گزشتہ دو سالوں میں 481,1 کلومیٹر نئی سڑکیں بنائی گئی ہیں، جس کی وجہ سے دیہی علاقوں کو 519 نئی سڑکوں اور 195 پلوں کا فائدہ ملا ہے۔ اس نے دور دراز کے دیہات کو مرکزی سڑکوں سے جوڑ دیا ہے، اس طرح یہاں تعلیم، صحت اور کاروبار کے مواقع بڑھے ہیں۔ لیکن سوراگ اور بھگدانو گاؤں کی سڑکیں اب بھی خراب ہیں، جس کی وجہ سے مقامی لوگوں کو پریشانی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ تاہم، جس طرح سے مرکزی بجٹ میں دیہی سڑکوں کی ترقی کے لیے بھاری رقم مختص کی گئی ہے، اس سے امید کی جا سکتی ہے کہ اتراکھنڈ کے ان دور دراز دیہاتوں کو بھی اس کا فائدہ پہنچے گا۔ اس کے علاوہ حکومت، انتظامیہ اور مقامی لوگوں کی شراکت سے سڑکوں کی تعمیر کے کام کو ترجیح دی جائے تو بہت جلد ترقی کی نئی روشنی ایسے گاؤں تک پہنچ سکتی ہے۔

(چرخہ فیچرس)